آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا:

اس (مبارک) کنویں سے پانی لیں جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی تھی۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

تبرّک

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

مؤلف

مفتی محمد راشد القادری

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا:
اس (مبارک) کنویں سے پانی لیں جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی تھی۔
(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

تبرّک

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری
بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

مصنف
مفتی محمد راشد القادری

آزاد پبلشرز ۵۶۔ اردو بازار کراچی
PH : 32631839,32620178
E-mail : azadpublishers@gmail.com

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے وطفیل یہ کتاب بنام "تبرک" منظرِ عام پر آچکی ہے۔

صاحبِ کتاب (مفتی محمد راشد القادری) نے تبرک کی اہمیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑے احسن اور آسان انداز میں بیان کیا ہے۔

اور اس موضوع کو سمجھنے کے لئے بطورِ تمہید جو ابتدائیہ تحریر فرمایا ہے وہ قابلِ صد تحسین اور اہلِ ذوق کی تسکین کے لئے کافی ہے۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تبرکات کی برکات سے مالا مال فرمائے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کے مؤلف مفتی محمد راشد القادری کے علم، عمل، عمر میں مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے صدقے وطفیل تمام امت کی تمام نیک حاجتوں کو پورا فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

العارض:

محمد لعبثیر فاروق قادری

انتساب

ہم اس کتاب کو سرورِ دو جہاں شاہِ کون و مکاں ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار ﷺ اور آپ ﷺ کی ساری امت کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے امتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تبرک

بفیضانِ نظر ۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مؤلف ۔۔۔۔۔۔۔ مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری

کتاب ڈیزائنگ ۔۔۔۔۔۔ سید میر حسین

ٹائیٹل ڈیزائنگ ۔۔۔۔۔۔ فہیم حسین

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔ آزاد پبلیشرز 56 اُردو بازار کراچی

فہرست

ابتدائیہ: پہلے اسے پڑھیے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی نظر عنایت کے طفیل یہ رسالہ بنام "تبرک" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ رب العزت تمام برکتوں کا مالک اور مرکز ومنبع ہے۔ اس نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف ہر قسم کی برکتوں سے نوازا بلکہ جو چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب بھی ہوئیں، رب تعالیٰ نے انہیں بھی بابرکت بنادیا۔

اس جہاں میں بڑی بڑی ہستیاں آئی مگر آج ان کے آثار موجود نہیں۔ مگر جب اپنے حبیب کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جس شئے کو آپ ﷺ سے نسبت ہوتی گئی انہیں بطور تبرک محفوظ کیا جاتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کو بطور تبرک محفوظ رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام کا معمول تھا۔ دورِ صحابہ وتابعین کے بعد نسل در نسل ہر زمانے میں اکابر ائمہ ومشائخ کے علاوہ خلفاء وسلاطین بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار وتبرکات کی حفاظت کا بڑے ادب واحترام کے ساتھ خصوصی اہتمام کرتے رہے۔

کتب تواریخ وسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خاص مواقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو ان تبرکات کی زیارت کروائی جاتی تھی۔ آج بھی اہلِ محبت ان تبرکاتِ مقدسہ کو حصولِ فیض وبرکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کی حرمت کے تحفظ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ تبرک کی اسی حیثیت کو قرآن وحدیث

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و احوال کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیاء اور صالحین علیہم السلام سے منسوب چیزیں بڑی بابرکت اور فیض رساں ہوتی ہیں۔ نصوصِ شرعیہ سے ائمہ حدیث وتفسیر نے آثارِ رسول، انبیاء، اور صالحین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے حصولِ برکت کا شرعی جواز قوی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ بڑی سادہ سی بات ہے کہ کسی چیز کے اندر خیر و برکت کا ہونا ہرگز بھی منافی توحید نہیں۔

کوئی بھی مومن جب کسی چیز سے برکت حاصل کرتا ہے تو عقیدہ صحیحہ کے مطابق وہ موثرِ حقیقی اس ذاتِ وحدہ لاشریک اللہ ربّ العزت کو مانتا ہے جس کے قبضۂ قدرت میں تمام سعادتیں اور برکتیں ہیں۔ وہی ذات جب کسی کو برکت سے نواز دیتی ہے تو پھر وہ شخصیت ہو یا کوئی جگہ یا کوئی شئے سب بابرکت اور مبارک ہو جاتی ہیں۔ کسی کو منبعِ فیوض و برکات اور باسعادت بنانے کا اختیار اسی کے پاس ہے۔

اللہ ربّ العزت کی بارگاہ بے کس و پناہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں تبرکات کی برکات سے مالا مال فرمائے اور ان کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں سلامتیٔ ایمان کی فکر، اور احکامِ شرعیہ پر کماحقہ عمل پیرا ہو کر قبر و حشر کی تیاری کرنے اور اپنے عقائد، اعمال و احوال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(اٰمین بجاہِ النبیِّ الأمین)

ابو رضا محمد راشد القادری العطاری

(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

(لیکچرار: اسلامک اسٹڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی)

باب اوّل

قرآن میں انبیاء علیہم السلام اور اشیائے مقدسہ کی برکت کا بیان

تبرّک کا لغوی معنیٰ و مفہوم

تبرّک: کسی سے برکت حاصل کرنا۔(۱)

جیسا کہ علامہ امین ابن عابدین الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں:

بچہ کی کنیت ابوبکر، ابوتراب، ابوالحسن، وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔(۲)

تبرک: بزرگانِ دین کی چیزیں جو برکت کے طور پر رکھی جائیں۔ بزرگوں کے آثار تبرّکات کہلاتے ہیں۔(۳)

وضاحت: تبرکات کے اندر عزت، خیر و برکت اور نیک بختی کے حصول اور ان میں اضافہ کی خواہش ہوتی ہے، اس لئے ان کو تبرّک کہتے ہیں۔

تبرّک کو سمجھنے کے لیے برکت کو سمجھیے

امام ابوالقاسم حسین بن محمد بن المفضل راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

وَالْبَرَكَةُ ثُبُوتُ الْخَيْرِ الْإِلٰهِيِّ فِي الشَّيْءِ

برکت کا معنیٰ ہے کسی شے کے اندر خیر الٰہی کا پایا جانا(۴)

امام العلامۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری ۷۱۱ھ، لکھتے ہیں:

---

(۱) (المنجد، ص ۸۳، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی ۱۹۹۴ء)

(۲) (رد المحتار شرح علی در المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۸۹، مطبوعہ: دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

(۳) (فیروز اللغات، اردو، ص ۲۰۷، مطبوعہ: فیروز سنز، لاہور)

(۴) (المفردات فی غریب القرآن، ص ۵۳، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی)

برکت کے لغوی معانی: اضافہ، زیادتی و کثرت اور سعادت و خوش بختی کے ہیں۔(۵)

ابوالسعادات مبارک بن عبدالواحد شیبانی جزری، متوفی ۶۰۶ھ، لکھتے ہیں:
برکت کا ایک معنی: دائمی سعادت اور برکت کا حصول بھی ہے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ پر برکت بھیجتے ہوئے کہا جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر برکت نازل فرما۔(۶)

جیسے دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ

اور جو نعمت تو نے مجھے دی ہے اس میں برکت عطا فرما۔(۷)

قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ برکت اور تبرک متعدد آیاتِ بیّنات سے ثابت شدہ امرِ شرعی ہے۔ تبرک سے متعلق قرآنی تعلیمات کو ہم متعدد عنوانات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو باعث برکت فرمایا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کے اہل و عیال کا مبارک اور بابرکت ہونا بیان کیا ہے۔

---

(۵) (لسان العرب، ج۱۰، ص۳۹۵، مطبوعہ دار صادر بیروت، لبنان)

(۶) (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، ج۱، ص۱۲۰، مطبوعہ: موسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ایران ۱۳۶۴ھ)

(۷) (سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب: ما جاء فی القنوت، ج۲، ص۳۲۸، رقم الحدیث: ۴۶۴، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ
عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ

فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں
کیساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر (۸)

It was said, 'O Nuh! get down from the ark with peace from Us and with blessings on you and on some parties with you.

حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق علیہما السلام کو باعث برکت فرمایا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے
بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ

ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحٰق پر (۹)

And We blessed him and Ishaque.
And among their progeny some are good doers.

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کو برکتوں سے نوازا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اہلِ بیت کے لئے فرمایا:

رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ○

(۸) (القرآن الحکیم، سورۃ ھود، سورۃ نمبر ۱۱، پارہ ۱۲، آیت ۴۸)
(۹) (القرآن الحکیم، سورۃ والصّٰفّٰت، سورۃ نمبر ۳۷، پارہ ۲۳، آیت ۱۱۳)

اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہی ہے

سب خوبیوں والا عزت والا (۱۰)

The mercy of Allah and His blessings be upon you,
O people of the house! No doubt,
it is He Who is All Praise-Worthy, Honorable.

عیسیٰ علیہ السلام باعث برکت ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بابرکت فرمایا ہے:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي
بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○

اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ

کی تاکید فرمائی جب تک جیوں (۱۱)

And he made me blessed wherever I may be and enjoined on
me prayer and poor due (Zakat) so long as I live.

قرآن مجید کے بابرکت ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بے شمار صفات اور خوبیاں بیان فرمائی ہے۔

قرآن کی ایک صفت اس کا بابرکت ہونا بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ
مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

---

(۱۰) (القرآن الحکیم، سورۃ ھود، سورۃ نمبر ۱۱، پارہ ۱۲، آیت ۷۳)

(۱۱) (القرآن الحکیم، سورۃ مریم، سورۃ نمبر ۱۹، پارہ ۱۶، آیت ۳۱)

اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی

ان کتابوں کی جو آگے تھیں (۱۲)

And this is a blessed Book that We have sent down confirming those Books which were before it.

مقدس مقامات کے بابرکت ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بعض خصوصی اماکن اور زمین کے قطعات کا بابرکت ہونا بیان فرمایا ہے۔

خانہ کعبہ کو باعث برکت بنایا

اللہ ربّ العزّت نے خانہ کعبہ کو برکت والا گھر قرار دیا، فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ

مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ○

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے

جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما (۱۳)

Verily, the first House among all marked for the abounding(worship of the people is that which is in)Mecca in blessings and a guide of all world.

مسجد اقصیٰ کے گردونواح میں برکت رکھی

ارشاد فرمایا گیا:

---

(۱۲) (القرآن المجید، سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، پارہ ۸، آیت ۹۲)

(۱۳) (القرآن المجید، سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ ۴، آیت ۹۶)

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔(۱۴)

Holy is He Who carried His bondman by night from the around which We(sacred Mosque to the Aqsa Mosque) Aqsa have put blessings that We might show him Our grand signs. No doubt, He is the Hearing, the Seeing.

مسجدِ اقصیٰ کے گردونواح کے باعثِ برکت ہونے کی وجوہ

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی قرطبی متوفی ۳۸۰ھ لکھتے ہیں:

قیل بالثمار و بمجاری الأنهار و قیل بمن دُفن حوله من الأنبیاء و الصالحین

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے اردگرد کو پھلوں اور نہروں کی وجہ سے بابرکت بنایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے اردگرد انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین دفن ہیں اس وجہ سے یہ بابرکت ہے۔(۱۵)

---

(۱۴) (القرآن المجید، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر ۱۷، پارہ ۱۵، آیت ۱)

(۱۵) (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۰، ص ۲۱۳، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

خطۂ شام کے بابرکت ہونے کا ذکر

خطۂ شام کے بابرکت ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

اور ہم نے اس قوم کو جو دبالی گئی تھی اس زمین کے پورب پچھم کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی (۱۶)

And We made a people who were already suppressed, inheritors of the eastern and western parts of that land in which We put Our blessings

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر خطۂ شام کے بابرکت ہونے کے بارے میں فرمایا:

وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ ۝

اور ہم نے اسے اور لوط کو نجات بخشی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہاں والوں کے لئے برکت رکھی (۱۷)

And We delivered him and Lut, towards the land in which We had placed the blessings for the worlds.

ملکِ یمن کے بابرکت ہونے کا بیان

یمن کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

---

(۱۶) (القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر ۷، پارہ ۹، آیت ۱۳۷)

(۱۷) (القرآن المجید، سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر ۲۱، پارہ ۱۷، آیت ۷۱)

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي
بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً

اور ہم نے کیے تھے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی (۱۸)

And We set, between them and the cities that We had blessed, many cities by the way.

عام زمین کو خیر کے اعتبار سے کئی صورتوں میں متبرک بنایا گیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا
وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ

اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں (۱۹)

And He placed therein anchors of mountains rising above it and put blessings therein and ordained therein provisions for its inhabitants all this in four days.

شبِ قدر کو بابرکت بنایا

قرآن مجید میں بعض زمانوں کے بابرکت ہونے کو بھی بیان کیا گیا ہے،

شبِ قدر کے بارے میں فرمایا:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ○

(۱۸) (القرآن الحکیم، سورۃ سبا، سورۃ نمبر ۳۴، پارہ ۲۲، آیت ۱۸)

(۱۹) (القرآن الحکیم، سورۃ حٰم السجدۃ، سورۃ نمبر ۴۱، پارہ ۲۴، آیت ۱۰)

بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں (۲۰)

Undoubtedly We sent it down in a blessed night; verily We are to warn.

زیتون کے درخت کو باعث برکت بنایا

اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو بابرکت قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ

وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا (۲۱)

The chandelier is as it were a star glittering like a pearl; it is lighted from the blessed olive tree which is neither of east nor of west.

اللہ تعالیٰ نے بارش کے پانی کو باعثِ برکت بنایا

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا (۲۲)

And We sent down out of heaven blessed water.

باب اوّل کی اس تفصیل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود آثار صالحین انبیاء و رسل کے مزارات اور مقدس مقامات ، اور مقدس اشیاء کو باعثِ برکت Declare کرتا ہے اور اس برکت سے تبرک حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

---

(۲۰) (القرآن المجید، سورۃ الدخان، سورۃ نمبر ۴۴، پارہ ۲۵، آیت ۳)

(۲۱) (القرآن المجید، سورۃ النور، سورۃ نمبر ۲۴، پارہ ۱۸، آیت ۳۵)

(۲۲) (القرآن المجید، سورۃ ق، سورۃ نمبر ۵۰، پارہ ۲۶، آیت ۹)

باب دُوم

اَنبیاءِ کرام علیہم السلام نے تبرّک

کو

اختیار کیا

تبرک سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے

نصوصِ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ رب العزت کے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام نے تبرک وتیمن کا واسطہ اختیار کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عمل شرک اور خلافِ توحید نہیں۔ قرآنِ حکیم میں درج ذیل ارشادات اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

قمیصِ یوسف علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا تبرک

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کی جدائی میں آنسو بہا بہا کر نابینا ہو گئے تھے۔ کئی سال بعد جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے توسط سے باپ کی بینائی جانے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا قمیص تبرک کے لئے اپنے والدِ محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجا۔

ارشادِ باریٰ تعالیٰ ہے:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَأَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا

میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر
ڈالو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی (۲۳)

Go with this shirt of mine, put it on my father's face, he shall recover his sight

اس کے بعد کے واقعہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ أَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت

---

(۲۳) (القرآن المجید، سورۃ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ ۱۳، آیت ۹۳)

اس کی آنکھیں پھر آئیں (۴۴)

Then when the bearer of glad-tidings came' he laid that shirt on the face of Yaqoob, forthwith his sight came back.

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اور اپنے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کے درمیان قمیص کا واسطہ قائم کیا جس کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بینائی لوٹ آئی لہٰذا ان کا یہ عمل شرک نہ ہوا۔

ان آیاتِ کریمہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹانے والی ذاتِ حقیقی خالقِ کائنات کی تھی۔ پس اُن کی بینائی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لوٹی لیکن اس کا سبب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص بنا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل بغیر کسی واسطہ تبرک کے اُن کو بینا کر سکتا تھا لیکن اس واقعہ سے اللہ ربّ العزت نے اپنے انبیاء سے مس شدہ چیز کی برکت کا اظہار فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کے لوٹ آنے سے اللہ تعالیٰ نے تا قیامت آنے والے انسانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بعض شخصیات، مقامات، اور اشیاء ایسی معمولی قدر و منزلت رکھتی ہیں جن کو برکت سے نوازا گیا ہے۔ ان کی وجہ سے بیمار شفایاب ہوتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں اور گناہوں کی بخشش و مغفرت ملتی ہے۔

۳۔ جس چیز کو انبیاء کرام اور صلحاءِ عظام سے نسبت ہو جائے اس سے تبرک

---

(۴۴) (القرآن الحکیم، سورۃ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ ۱۳، آیت ۹۶)

کرنا توحید کے منافی نہیں کیونکہ قمیض کو بھیجنے والے بھی اللہ کے برگزیدہ نبی علیہ السلام اور اس وسیلہ سے فائدہ اٹھانے والے بھی اللہ کے برگزیدہ نبی علیہ السلام ہیں اور بیان کرنے والا خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو قرآن کریم کے ذریعے امت مسلمہ کو درس دے رہا ہے۔

۴۔ غیر نبی سے بھی برکت حاصل کرنا سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں یہ امر بطورِ خاص توجہ طلب ہے کہ ایک پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام تبرک کا حکم دے رہے ہیں اور دوسرے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام اس قمیض سے برکت حاصل کر رہے ہیں یعنی قمیض متبرّک بہ ہے۔ لہٰذا جب پیغمبر کی قمیض سے تبرّک امرِ جائز ہے تو اس سے تبرّک بآثار الانبیاء اور تبرک بالصالحین کا عقیدہ بھی از خود ثابت ہو جاتا ہے۔

حجرۂ مریم علیہا السلام سے حضرت زکریا علیہ السلام کا تبرک

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں بے موسم پھلوں کو دیکھا تو اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ○

یہاں پکارا زکریا نے اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا (۲۵)

---

(۲۵) (القرآن المجید، سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ ۳، آیت ۳۸)

Here Zakaria called his Lord, said, 'O my Lord! give me from Yourself pure offspring; no doubt, You only are the Hearer of prayers.

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا واسطہ تبرک وتیمن اور واسطہ توسل اختیار کرنا شرک نہ تھا اگر ایسا ہوتا تو اللہ رب العزت خصوصیت کے ساتھ قرآن میں اس کا ذکر نہ فرماتا کیونکہ الفاظِ ربانی یوں ہیں هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ یعنی اسی جگہ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔

قدمینِ ابراہیم علیہ السلام کا بابرکت ہونا

ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدم تعمیرِ کعبہ کے دوران جس پتھر پر لگے وہ بھی باعثِ خیر وبرکت اور تکریم وتعظیم ہوا، لوگ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْناً وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۝

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ(۲۶)

And recall, When We made this house a place of assembly for the people and a place of safety; and make the station of Ibrahim a place of prayer .

قابلِ غور مقام ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان کو

(۲۶) (القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، پارہ ۱، آیت ۱۲۵)

مقامِ نماز بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ جبکہ ہم لوگ کسی کے قدموں کی جگہ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔۔۔۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیاروں کے قدموں میں جبینِ نیاز جھکانے کا حکم فرما رہا ہے۔

صالحین سے منسوب اشیاء سے تبرّک

ارشاداتِ قرآنی میں انبیاء اور صالحین کے آثار وتبرکات سے بذاتِ خود انبیاء کرام علیہم السلام کا اور عوام الناس کے تبرّک کا واضح ثبوت ہے۔جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آثارِ انبیاء اور اولیاء سے برکت حاصل کرنا سابقہ امم کا طریقہ تھا جس کو آقا علیہ السلام نے برقرار رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین اسی طریقے پر گامزن رہے۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے آثار سے تبرّک

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات کا ذکر قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ایک خاص تاریخی پسِ منظر میں فرمایا ہے،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔(۲۷)

And their prophet said to them: 'the sign of his king ship is that there would come to you an ark in which there is tranquility of hearts from your Lord, and there are something left of the relics of the respectable Moosa and the respectable Haroon, the angels raising it would bring. No doubt, in it there is great sign for you if you believe.

اس آیت کی تفسیر میں ائمہ تفسیر نے وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ سے مراد تبرکات لیے ہیں۔ ذیل میں چند تفاسیر کے حوالہ جات دیئے جا رہے ہیں۔

تابوتِ سکینہ سے تبرک

امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۶۰۶ھ، لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر ایک تابوت نازل فرمایا جس میں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے انبیاء علیہم السلام کی تصاویر تھیں۔ وہ تابوت اولادِ آدم میں وراثتاً منتقل ہوتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچا، پھر یہ بنی اسرائیل کے قبضے میں رہا۔ اور جب ان کے درمیان کسی مسئلے پر اختلاف ہوتا تو یہ تابوت کلام کرتا اور فیصلہ سناتا اور جب وہ کسی جنگ کے لئے جاتے تو اپنے آگے اس تابوت کو رکھتے جس کے ذریعے وہ اپنے دشمنوں پر فتح پاتے۔(۲۸)

---

(۲۷) (القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، پارہ: ۲، آیت ۲۴۸)

(۲۸) (التفسیر الکبیر، ج ۶، ص ۱۵۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ تہران ایران)

امام ابومحمد حسین بن مسعود بن محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

آل سے مراد خود حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات ہیں اس میں تورات کی دو مکمل تختیاں اور کچھ ان تختیوں کے کوٹے ہوئے ٹکڑے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا اور (جنت کا کھانا) مَنّ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا اس کا ٹکڑا بھی اس میں شامل تھا۔(۲۹)

تابوتِ سکینہ کا تعارف

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زر اندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے گرد آپ کے اصحاب موجود ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سا مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے

---

(۲۹)(تفسیر معالم التنزیل، ج۱، ص ۳۰۰، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت، لبنان ۱۴۰۷ھ)

تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔ جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔

بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر ان کی بادشاہت کا اقرار کیا اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (۳۰)

تبرکات کا فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے فائدہ تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔ (۳۱)

---

(۳۰) (تفسیر خزائن العرفان تحت الآیۃ: ۲۴۸ سورۃ البقرۃ، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

(۳۱) (تفسیر خزائن العرفان تحت الآیۃ: ۲۴۸ سورۃ البقرۃ، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

باب سوم

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تبرّک کا ثبوت

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے منسوب کنویں سے تبرک

اللہ رب العزت انبیاء کرام علیہم السلام اور اپنے مقرب بندوں کو عطا کردہ چیزوں میں اتنی برکت اور تاثیر رکھ دیتے ہیں کہ اُن سے نسبت شدہ چیزوں کو بھی بابرکت بنا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ تاریخ کے اوراق میں احادیث صحیحہ سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے منسوب کنوئیں کے بارے میں بھی ملتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اونٹنی معجزہ کے طور پر عطا فرمائی تھی لہٰذا اس کے مبارک اور بابرکت ہونے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن بات صرف یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ وہ اونٹنی جس کنوئیں سے پانی پیتی تھی اس کو بھی نبی کی نسبت سے بابرکت بنا دیا گیا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثمود کی سرزمین حجر میں اُترے۔ اس کے کنوؤں سے پانی نکالا اور اس سے آٹا گوندھا۔ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس وادی کے کنویں سے جو پانی نکالا ہے اسے پھینک دو اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔

وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا وہ اس (مبارک) کنویں سے پانی لیں جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی آتی تھی۔ (۳۲)

(۳۲) (صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: قول اللہ (الی ثمود اخاہم صالحا)، ۳: ۱۲۳۳، رقم الحدیث: ۳۱۹۹، مطبوعہ دار ابن کثیر، بیروت لبنان)

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی قرطبی متوفی ۳۸۰ھ، نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد سے تبرک بال آثار کا استنباط کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے کنویں سے پانی لو، انبیاء وصالحین کے آثار سے تبرک پر دلیل ہے اگرچہ زمانے گذر چکے ہوں اور ان کے مبارک آثار آنکھوں سے اوجھل ہو چکے ہوں۔ (۳۳)

ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن النووی رحمۃ اللہ علیہ ۶۷۶ھ نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

وَمِنْهَا مُجَانَبَةُ آبَارِ الظَّالِمِينَ
وَالتَّبَرُّكُ بِآبَارِ الصَّالِحِينَ

ان میں ظالموں کے منحوس کنووں سے اجتناب اور صالحین کے مبارک کنووں سے برکت حاصل کرنا مراد ہے۔ (۳۴)

انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت گاہ سے تبرک

امام احمد بن شعیب النسائی، متوفی ۳۰۳ھ نقل فرماتے ہیں:

حضرت محمد بن عمران انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں مکۃ المکرمہ کے راستے میں ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ حضرت

---

(۳۳) (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۰، ص ۴۷، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(۳۴) (شرح صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: فضل الاحسان الی الارملۃ... ج ۱۸، ص ۱۱۲، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۷۵ھ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس موقع پر مجھ سے مخاطب ہوئے آپ نے دریافت فرمایا آپ اس درخت کے نیچے کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس کے سایہ کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آپ منیٰ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا:

فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَّبَةُ وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا

تو وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے جس کو سُرَّبہ یا سُرَر کہتے ہیں، وہاں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی (یعنی وہاں ان کی ولادت باسعادت ہوئی)۔ (۳۵)

ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر متوفی: ۴۶۳ھ اسی حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

وفي هذا الحديث دليل على التبرك بمواضع الأنبياء والصالحين ومقامهم ومساكنهم

اس حدیث میں انبیاء اور صالحین کے رہنے والی جگہوں، مقامات اور ان کی رہائش گاہوں سے تبرک کا ثبوت ہے۔ (۳۶)

---

(۳۵) (سنن نسائی، کتاب مناسک الحج، باب ما ذکر فی منی، ج ۵ ص ۲۴۸، رقم الحدیث: ۲۹۹۵، مطبوع: دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

(۳۶) (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، ج ۱۳ ص ۶۶، مطبوع: وزارت عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، مراکش ۱۳۸۷ھ)

امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ اسی حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

یَعنِی أَنَّهُمْ وُلِدُوْا تَحْتَهَا فَهُوَ يَصِفُ بَرَكَتَهَا

اس سے مراد یہ ہے کہ اس درخت کے نیچے انبیاء کی ولادت مبارکہ ہوئی پس انہوں نے اس درخت کی برکت کو بیان کیا۔(۳۷)

جائے نماز سے تبرک

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان انصاری صحابہ میں سے تھے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ وہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری نظر کمزور ہوگئی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں؟۔ جب بارش ہوتی ہے تو وہ نالہ جو میرے اور ان کے درمیان ہے بہنے لگتا ہے جس کے باعث میں ان کی مسجد تک نہیں جاسکتا کہ انہیں نماز پڑھاؤں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں اور وہاں نماز پڑھیں تاکہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ میں کسی دن آؤں گا، حضرت عتبان نے بتایا کہ دوسرے دن صبح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دن چڑھنے کے بعد میرے گھر تشریف لائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب معمول اجازت طلب فرمائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش آمدید کہا۔ گھر میں

---

(۳۷) (شرح علی سنن النسائی۔ کتاب مناسک الحج، ج۵ ص۱۰۹، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب شام ۱۴۰۶ھ)

تشریف لانے کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے نہیں، فرمایا: تم کس جگہ پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں۔ میں نے گھر کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی، ہم بھی کھڑے ہو گئے اور صف بنائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت (نفل) نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ (۳۸)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ نے اس حدیث پاک کو آثار صالحین سے تبرک کے باب میں حجت قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وَسُؤَالُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ لِيَتَّخِذَهُ مُصَلًّى وَإِجَابَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ فَهُوَ حُجَّةٌ فِي التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ

حضرت عتبان کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا کہ ان کے گھر تشریف لا کر نماز ادا کریں تاکہ وہ اس جگہ کو اپنے لئے جائے نماز بنا لیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کی التجا قبول کرنا آثارِ صالحین سے تبرک کے ثبوت کے لئے بین دلیل ہے۔ (۳۹)

وضو کے بچے ہوئے پانی سے تبرک

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

(۳۸) (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب: المساجد فی البیوت، ج:۱، ص ۱۹۳، رقم الحدیث: ۴۱۵، مطبوعہ: دار القلم، بیروت، لبنان)

(۳۹) (فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب: المساجد التی علی طرق المدینہ، ج:۱، ص ۵۶۹، مطبوعہ: دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ پانی لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔

فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ

لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو لے کر اُسے اپنے اوپر ملنے لگے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نیزہ تھا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا:

فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا: اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا

پس اپنے مبارک ہاتھ اور چہرۂ اقدس کو اُسی میں دھویا اور اُسی میں کلی کی پھر اُن دونوں سے فرمایا: اس میں سے پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔ (۳۰)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان دونوں کو پردہ کے پیچھے

(۳۰) (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: استعمال فضل وضوء الناس، ج۱، ص۸۰، رقم الحدیث: ۱۸۵، مطبوعہ دار ابن کثیر، بیروت، لبنان)

سے آواز دی کہ:

أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

اس متبرک پانی میں سے اپنی ماں (یعنی حضرت ام سلمہ) کے لئے بھی چھوڑ دینا پس انہوں نے ان کے لئے بھی کچھ پانی باقی رکھا۔(۳۱)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمڑے کے ایک سرخ خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استعمال شدہ پانی لیتے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال شدہ پانی کے حصول کے لئے کوشش کر رہے تھے،

فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ

جسے کچھ مل گیا اُس نے اپنے اُوپر مل لیا اور جسے اس میں سے ذرا بھی نہ ملا اُس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری حاصل کی۔(۳۲)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَائِدِ الْتِمَاسُ الْبَرَكَةِ مِمَّا لَامَسَهُ الصَّالِحُونَ

---

(۳۱) (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: غزوۃ الطائف، ج ۳، ص ۱۵۷۳، رقم الحدیث: ۴۰۷۳، مطبوعہ: دار العلم بیروت، لبنان)

(۳۲) (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ فی الثیاب، باب: الصلاۃ فی الثوب الاحمر، ج ۱، ص ۱۴۷، رقم الحدیث: ۳۶۹، مطبوعہ: دار العلم بیروت، لبنان)

اس حدیث مبارکہ میں کئی فوائد ہیں جن میں سے ایک حصولِ برکت کے لئے صالحین کے مس شدہ چیز کو ملنا ہے۔ (۴۳)

عروہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو ایسا لگتا تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے پانی کے حصول کے لئے آپس میں لڑ مریں گے۔ (۴۴)

دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک، اہلِ مدینہ کا معمول تھا

امام مسلم بن الحجاج قشیری ۲۶۱ھ اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ. فَمَا يُؤْتٰى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا. فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو خدامِ مدینہ پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۴۳) (فتح الباری، باب: قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ، ج:۱، ص: ۵۷۷، مطبوعہ: دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۹۸۱ء)

(۴۴) (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، ج:۱، ص: ۸۱، رقم الحدیث: ۱۸۶، مطبوعہ: دار القلم بیروت لبنان)

ہر برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔ بسا اوقات سرد موسم کی صبح بھی ایسا ہی ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ ٹھنڈے پانی والے برتنوں میں بھی ڈبو دیتے۔(۴۵)

موئے مبارک سے تبرک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آثار وتبرکات کو محفوظ رکھتے اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لَمَّا رَمَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقُ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ. ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ. فَقَالَ: احْلِقْ. فَحَلَقَهُ. فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ. فَقَالَ: اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ جمرہ پر کنکریاں ماریں اور اپنی قربانی کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ انور کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کر دیا۔ اس نے بال مبارک مونڈ دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو وہ موئے مبارک عطا کئے، اس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا: یہ بھی مونڈو، اس نے ادھر کے بال مبارک بھی مونڈ دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کئے

(۴۵) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: قرب النبی ﷺ، ج ۴، ص ۱۸۱۲، رقم الحدیث: ۲۳۲۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اور فرمایا: یہ بال لوگوں میں تقسیم کردو۔(۴۶)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ نے اسی حدیث کو فتح الباری شرح صحیح البخاری میں بحوالہ مسلم ذکر کر کے لکھا ہے کہ:

وَفِيهِ التَّبَرُّكُ بِشَعْرِهِ ﷺ

اس حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک سے تبرک کا ثبوت ہے۔(۴۷)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک موئے مبارک کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ. فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ

میں نے دیکھا: حجام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد گھوم رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ایک بال مبارک بھی زمین پر گرنے نہ پائے۔ بلکہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجائے۔(۴۸)

---

(۴۶) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: بیان أن السنۃ یوم النحر، ج ۲ ص ۹۴۸ رقم الحدیث: ۱۳۰۵ مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۴۷) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب الماء، ج ۱ ص ۲۷۴ مطبوعہ: دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

(۴۸) (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: قرب النبی ﷺ من الناس، ج ۴ ص ۱۸۱۲ رقم الحدیث: ۲۳۲۵ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صحابہ کرام رضی علیہم الرضوان نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کو تبرکاً حاصل کیا بعد میں خصوصی اہتمام کے ساتھ انہیں محفوظ کیا اور نسلاً بعد نسلٍ اُمت میں موئے مبارک محفوظ چلے آ رہے ہیں۔

موئے مبارک کی برکت سے شفایابی

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا

مجھے میرے گھر والوں نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (چاندی سے بنا ہوا) پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا۔ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا، اور جب کبھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (پانی کا) برتن بھیج دیتا۔ پس میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال دیکھے۔ (۴۹)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی

(۴۹) (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، ج ۵ ص ۲۲۱۰، رقم الحدیث: ۵۵۵۷، مطبوعہ دار القلم بیروت لبنان)

۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وَالْمُرَادُ أَنَّهُ كَانَ مَنِ اشْتَكىٰ أَرْسَلَ إِنَاءً إِلىٰ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَجْعَلُ فِيْهِ تِلْكَ الشَّعَرَاتِ وَتَغْسِلُهَا فِيْهِ وَتُعِيدُهُ فَيَشْرَبُهُ صَاحِبُ الْإِنَاءِ أَوْ يَغْسِلُ بِهِ إِسْتِشْفَاءً بِهَا فَتَحْصُلُ لَهُ بَرَكَتُهَا

اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ کوئی برتن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجتا۔ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مبارک بالوں کو اس میں رکھ دیتیں اور اس میں بار بار دھوتیں پھر وہ بیمار شخص اپنے اس برتن سے پانی پیتا یا مرض کی شفاء کے لئے غسل کرتا اور اسے ان موئے مبارک کی برکت حاصل ہو جاتی (یعنی وہ شفایاب ہو جاتا)۔(۵۰)

علامہ ابو محمد محمود بن احمد بدرالدین عینی، متوفی: ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ كَانَ عِنْدَهَا شَعَرَاتٌ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حُمْرٌ فِيْ شَيْءٍ مِثْلِ الْجُلْجُلِ وَكَانَ النَّاسُ عِنْدَ مَرَضِهِمْ يَتَبَرَّكُوْنَ بِهَا وَيَسْتَشْفُوْنَ مِنْ بَرَكَتِهَا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک چاندی کی بوتل میں تھے۔ جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ ان بالوں

---

(۵۰) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، ج۱۰، ص ۳۵۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان)

سے تبرک حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے۔ (۵۱)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عمل

ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:

حضرت صفیہ بنتِ نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ ایک دفعہ دورانِ جہاد وہ ٹوپی گر پڑی وہ اس کو لینے کے لئے تیزی سے دوڑے جبکہ اس معرکے میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔؟ اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمْ أَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ، بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ

میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کیلئے اتنی تگ و دو نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کہ اس ٹوپی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ (۵۲)

---

(۵۱) (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: ما یذکر فی الشیب، ج ۲۲ ص ۴۹، مطبوعہ: دار الفکر بیروت، لبنان ۱۳۹۹ھ)

(۵۲) (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث، فصل فی اعتقاد ... ج ۲ ص ۷، مطبوعہ: دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان)

وصال کے بعد موئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبرک

امام احمد بن علی بن محمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ، نقل کرتے ہیں کہ حضرت ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَذِهِ شَعَرَةٌ مِنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِي. قَالَ: فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهِ. فَدُفِنَ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهِ

یہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال مبارک ہے، پس تم اسے میری (تدفین کے وقت) زبان کے نیچے رکھ دینا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے وہ بال مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور انہیں اس حال میں دفنایا گیا کہ وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا۔ (۵۳)

ناخن مبارک سے تبرک

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل ۲۴۱ھ اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ منیٰ میں حضرت عبد اللہ بن زید کو اپنے موئے مبارک اور ناخن کٹوا کر عطا فرمائے جن کو انہوں نے بطور تبرک سنبھال کر رکھا۔ ان کے صاحبزادے حضرت محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

---

(۵۳) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ، باب الالف، بعدہ انس بن مالک، ج ۱، ص ۱۲۷، مطبوعہ: دار الجیل بیروت، لبنان ۱۴۱۲ھ)

فَحَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ فِي ثَوْبِهٖ فَأَعْطَاهُ فَقَسَمَ مِنْهُ عَلٰى رِجَالٍ وَقَلَّمَ أَظْفَارَهٗ فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهٗ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر میں اپنا سر اقدس منڈوایا اور بال انہیں عطا کر دیئے جس میں سے کچھ انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن مبارک کٹوائے اور وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو عطا کر دیئے۔ (۵۴)

مبارک لعابِ دہن سے تبرک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کسی انسان کو تکلیف ہوتی یا کوئی زخم ہوتا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعابِ دہن مٹی کے ساتھ ملا کر لگاتے اور اس کی شفایابی کے لئے یہ مبارک الفاظ دہراتے:

بِسْمِ اللهِ. تُرْبَةُ أَرْضِنَا. بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا. يُشْفٰى سَقِيْمُنَا. بِإِذْنِ رَبِّنَا

اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں، ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کا لعاب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے۔ (۵۵)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

---

(۵۴) (مسند احمد بن حنبل، کتاب المسند المدنیین، حدیث عبداللہ بن زید، ج ۴، ص ۴۲، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت لبنان ۱۳۹۸ھ)

(۵۵) (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، ج ۵، ص ۲۱۶۸، رقم الحدیث ۵۴۱۳، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت لبنان)

وَإِنَّمَا هٰذَا مِنْ بَابِ التَّبَرُّكِ بِأَسْمَاءِ اللهِ تَعَالٰى وَآثَارِ رَسُوْلِهٖ ﷺ

بیشک اس حدیث کا تعلق ان احادیثِ مبارکہ سے ہے جس میں اسماءِ الٰہی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار سے تبرک ثابت ہے۔ (۵۶)

چادر مبارک کو کفن کے نیچے بطور تبرک پہنایا گیا

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ

اس کو تین یا پانچ دفعہ یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور رکھ دینا۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔ (وہ فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک چادر عنایت فرمائی اور فرمایا: اس کو کفن کے نیچے پہنانا۔ (۵۷)

---

(۵۶) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب رقیۃ النبی ﷺ، ج ۱۰، ص ۲۰۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

(۵۷) (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: غسل المیت ووضوءہ بالماء والسدر، ج ۱، ص ۴۲۲، رقم الحدیث: ۱۱۹۵، دار القلم بیروت لبنان)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ، اس حدیث کو تبرکِ صالحین کی بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَصْلٌ فِي التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ

یہ حدیثِ پاک آثارِ صالحین سے تبرک کے ثبوت میں اصل ہے۔ (۵۸)

ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن النووی رحمۃ اللہ علیہ ۶۷۶ھ نے بھی اس حدیث سے تبرک کا استنباط کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

فَفِيْهَا التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ وَلِبَاسِهِمْ

اس حدیث میں آثارِ صالحین اور ان کے استعمال شدہ کپڑوں سے تبرک کا ثبوت ہے۔ (۵۹)

چادر مبارک کو بطور تبرک لینا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک چادر پیش کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ زیب تن فرمائی تو ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کتنی حسین چادر ہے، مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عنایت فرمائی۔ حاضرین میں سے بعض نے اس کو اچھا نہیں سمجھا اور چادر مانگنے والے کو ملامت کی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سائل کو واپس نہیں لوٹاتے تو تم نے یہ چادر کیوں مانگی؟ اس شخص نے جواب دیا:

---

(۵۸) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب قول الرجل [illegible] العلم، ج ۳ ص [illegible] مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور [illegible])

(۵۹) (شرح صحیح مسلم، کتاب الجنائز [illegible] للنووی [illegible] ج ۷ ص [illegible] مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی [illegible])

إِنِّي وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا. إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ

خدا کی قسم میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی کہ اسے پہنوں۔ میں نے (تو اس کی برکت کی امید سے) اس لئے مانگی ہے کہ یہ مبارک چادر میرا کفن ہو۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: کہ یہ مبارک چادر بعد میں ان کا کفن بنی۔(۶۰)

امام احمد بن علی بن محمد بن احمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ نے اس حدیث کے فوائد بیان کیے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے:

وَفِيهِ التَّبَرُّکُ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ

اور اس حدیث مبارکہ میں آثار صالحین سے تبرک کا ثبوت ہے۔(۶۱)

مشکیزہ مبارک سے تبرک

الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ سے منقول ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مبارک دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مس شدہ مشکیزہ کا منہ حصولِ خیر و برکت کے لئے کاٹ کر محفوظ کیا جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ اپنی دادی حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ

(۶۰) (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن، ج ۱، ص ۴۲۹، رقم الحدیث: ۱۲۱۸، مطبوعہ دار القلم بیروت لبنان)

(۶۱) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، من استعد الکفن فی زمن النبی ﷺ، ج ۳، ص ۱۴۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

قَائِمٌ، فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تو وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پانی پیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرما تھے، اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہنِ اقدس والی جگہ سے مشکیزے کا منہ حصول برکت کے لیے کاٹ کر رکھ لیا۔ (۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا عمل

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۱ھ، اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ محترمہ کا معمول بیان فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو ان کے گھر میں (پانی کا) ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشکیزہ سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ فَهُوَ عِنْدَنَا

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے (تبرکا) اس مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ پس وہ (اب بھی) ہمارے پاس موجود ہے۔ (۶۳)

---

(۶۲) (سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، باب: الشرب قائما، ج ۲، ص ۱۱۳۲، رقم الحدیث: ۳۴۲۳، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸ء)

(۶۳) (مسند احمد بن حنبل، حدیث: انس بن مالک، ج ۳، ص ۱۱۹، رقم الحدیث: ۱۲۲۰۹، مطبوعہ: المکتبۃ الاسلامی، بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک

امام مسلم بن الحجاج قشیری ۲۶۱ھ حضرت نافع سے روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضى الله عنهما يُنِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُنِيخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ کی اس کنکریلی زمین پر اپنا اونٹ بٹھاتے تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا اونٹ بٹھاتے تھے اور اسی جگہ نماز پڑھتے تھے (جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی)۔(۶۴)

ابوزکریا یحیٰی بن شرف بن مری بن حسن النووی رحمۃ اللہ علیہ ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں امام قاضی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حاجیوں کا ذوالحلیفہ پر ٹھہرنا مناسکِ حج میں سے نہیں یہ بعض اہلِ مدینہ کا عمل ہے جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار مبارک سے تبرک حاصل کرتے ہوئے کیا کیونکہ یہ مبارک وادی ہے۔(۶۵)

نقشِ پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک

حضرت موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں:

(۶۴) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: استحباب نزول الحاج، ج ۲ ص ۹۸۱، رقم الحدیث: ۱۲۵۷، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۶۵) (شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: استحباب نزول الحاج، ج ۹ ص ۱۱۰، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۴۰۲ھ)

رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيْقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ

میں نے حضرت سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ (حرمین کے) راستے میں کچھ جگہوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ ان کے والدِ گرامی (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) ان مقامات میں نمازیں پڑھا کرتے تھے اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان مقامات پر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (۶۶)

امام احمد بن علی بن محمد کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وَمُحَصَّلُ ذٰلِكَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَبَرَّكُ بِتِلْكَ الْأَمَاكِنِ

اس روایت کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان اماکنِ مقدسہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ (۶۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے کمبل سے تبرک

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ کمبل محفوظ تھا جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا

---

(۶۶) (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد التی علی طرق المدینۃ، ج ۱، ص ۱۸۳، رقم الحدیث: ۴۸۳، مطبوعہ دار القلم، بیروت، لبنان)

(۶۷) (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب المساجد التی علی طرق المدینۃ، ج ۱، ص ۵۶۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حسبِ ضرورت وخواہش اس کی زیارت کرایا کرتی تھیں۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِيْ هٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک موٹا کمبل نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک اس مبارک کمبل میں ہوا تھا۔(۶۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری میں کتاب الخمس کے جس باب کے تحت مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں اس کا عنوان قائم کر کے انہوں نے لفظِ تبرک استعمال کیا ہے:

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهٖ وَقَدَحِهٖ وَخَاتَمِهٖ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهٖ وَنَعْلِهٖ وَآنِيَتِهٖ مِمَّا يَتَبَرَّكُ بِهٖ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهٖ ﷺ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات مثلاً زِرہ، عصا، تلوار، پیالہ

(۶۸) (صحیح بخاری، کتاب الخمس، باب ما ذکر من درع النبی ﷺ، ج [illegible] ص [illegible]، رقم الحدیث: [illegible]، مطبوعہ دار القلم، بیروت، لبنان)

اور انگوٹھی اور ان میں سے جن چیزوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء نے استعمال کیا جنہیں تقسیم نہیں کیا گیا، اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک اور نعل مبارک اور برتن کا بیان جن سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ برکت حاصل کرتے تھے۔(۶۹)

امام بخاری کا اس عنوان سے باب باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استعمال کردہ مقدس اشیاء سے حصولِ برکت خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما نے جبہ رسول ﷺ کو تبرکاً محفوظ رکھا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کسروانی طیلسان کا جبہ نکال کر دکھایا جس کے گریبان اور آستینوں پر ریشم کا کپڑا لگا ہوا تھا۔ پس آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ. فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُهَا. فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا

یہ مبارک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی وفات تک محفوظ رہا، جب ان کی وفات ہوئی تو اسے میں نے لے لیا۔ یہی وہ مبارک جبہ ہے جسے

(۶۹) (صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ما ذکر من درع النبی ﷺ، ج ۳، ص ۱۱۳۱، رقم الحدیث: ۲۹۴۲، مطبوعہ: دار القلم بیروت لبنان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب تن فرماتے تھے۔ سو ہم اسے دھو کر اس کا پانی (تبرکاً) بیماروں کو شفاء یابی کے لئے پلاتے ہیں۔ (۷۰)

ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن النووی رحمۃ اللہ علیہ ۶۷۶ھ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وَفِی هٰذَا الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اِسْتِحْبَابِ التَّبَرُّکِ بِآثَارِ الصَّالِحِیْنَ وَثِیَابِهِمْ

اس حدیث میں آثار صالحین اور ان کے ملبوسات سے حصول تبرک کے جائز و پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ (۷۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالے سے تبرک

لب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس برتن کو مس کیا وہ بھی بڑا بابرکت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایسے برتنوں کو بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور پینے پلانے کے ایسے برتنوں کا استعمال باعث برکت وسعادت گردانتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو مجھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا:

اِنْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَأَسْقِیَکَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

---

(۷۰) (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال، ج ۳، ص ۱۶۴۱، رقم الحدیث: ۲۰۶۹، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۷۱) (شرح صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال، ج ۲، ص ۱۹۲، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی)

میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا ہے۔(۷۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالے کی حفاظت کا خصوصی اہتمام

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا پیالہ بھی محفوظ تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا۔ سوئے اتفاق سے جب وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کی مرمت کا جس قدر اہتمام کیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب مبارک اشیاء کو کس قدر حرزِ جاں بنائے ہوئے تھے۔

حضرت عاصم امام ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ: رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيهِ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اسے جوڑنے کے لئے عام چیز کی بجائے جوڑ پر چاندی کے تار لگا دیئے۔ عاصم (راوی) کہتے ہیں: خود میں نے اس پیالے کی زیارت کی ہے اور اس میں پیا ہے۔(۷۳)

---

(۷۲) (صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب: ما ذکر النبی ﷺ، ج ۶، ص ۲۶۷۳، رقم الحدیث: ۶۹۱۰، مطبوعہ دار القلم بیروت)

(۷۳) (صحیح بخاری، کتاب الخمس، باب: ما ذکر من درع النبی ﷺ، ج ۳، ص ۱۱۳۱، رقم الحدیث: ۲۹۴۲، مطبوعہ دار القلم بیروت لبنان)

عرقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبرکاً کفن میں لگانے کی وصیت

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امِ سلیم کے پاس ایک شیشی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک پسینہ اور چند موئے مبارک محفوظ تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن میں اسی عرق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطورِ خوشبو لگانے کی وصیت کی، حضرت ثمامہ کا بیان ہے:

فلما حضر أنس بن مالک الوفاةُ أوصى إلى أن يُجعل في حنوطه من ذالک السُّکِ، قال: فجُعل في حنوطه

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط (وہ خوشبو جو کافور اور صندل ملا کر میت اور کفن کے لئے تیار کی جاتی ہے۔) میں اس خوشبو کو ملایا جائے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔ (۴۷)

نعلینِ مبارک سے تبرک

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلینِ مبارک بھی محفوظ تھے اس حوالے سے حضرت عیسیٰ بن طہمان بیان کرتے ہیں:

أَخرَجَ إِلَينَا أَنَسٌ نَعلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ، لَهُمَا قِبَالَانِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُمَا نَعلَا النَّبِيِّ ﷺ

(۴۷) (صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب: من زار قوما فقال عندهم، ۵: ۲۳۱۶، رقم الحدیث: ۵۹۲۵، مطبوعہ: دار ابن کثیر، بیروت، لبنان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں بغیر بال کے چمڑے کے دو نعلین مبارک نکال کر دکھائے جن کے دو تسمے تھے۔ بعد میں ثابت بُنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ یہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نعلین ہیں۔(۷۵)

حضرت عبد اللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ عصاءِ رسول ﷺ کی تدفین

ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر متوفی: ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ عُصَيَّةٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. فَمَاتَ فَدُفِنَتْ مَعَهُ بَيْنَ جَنْبِهٖ وَبَيْنَ قَمِيصِهٖ

حضرت عبد اللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چھوٹی سی چھڑی تھی، جب وہ فوت ہوئے تو وہ (چھڑی) ان کے ساتھ ان کی قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کی گئی۔(۷۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر مبارک سے تبرک

ابو عبد اللہ محمد ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، متوفی: ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مبارک کو تبرکاً مسح کر کے اپنے چہرہ پر ہاتھ مَل لیتے۔ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عبد القاری بیان کرتے ہیں:

---

(۷۵) (صحیح بخاری، کتاب الخمس، باب: ما ذکر من درع النبی ﷺ وعصاہ، ج ۳، ص ۱۳۰۴، رقم الحدیث: ۲۹۴۰، مطبوعہ دار القلم بیروت)

(۷۶) (البدایہ والنہایہ، ج ۶، ص ۹، مطبوعہ: دار الفکر بیروت، لبنان ۱۴۱۹ھ)

رَأَيْتُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ . ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِهِ

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے منبر (نبوی) کی وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے، اسے اپنے ہاتھ سے چھوا اور پھر ہاتھ اپنے چہرہ پر مل لیا۔ (۷۷)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا قبرِ رسول ﷺ سے تبرک

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد حاکم نیشاپوری علیہ رحمۃ ۴۰۵ھ نقل کرتے ہیں:

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے تو مروان نے اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا:

نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ

ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ (۷۸)

---

(۷۷) (الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۵۴، مطبوعہ: دار بیروت للطباعۃ والنشر بیروت، لبنان ۱۴۰۵ھ)

(۷۸) (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، ج ۴، ص ۵۱۵، رقم الحدیث ۸۵۷۱، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سلامتی ایمان کی فکر عطا فرمائے اور احکامِ شرعیہ پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عقائد، اعمال و احوال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

ماخذ و مراجع

کتاب	مصنفین / مؤلفین	مطبوعہ
ترجمہ کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	آزاد پبلشرز، کراچی
تفسیر خزائن العرفان	مولانا نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
الجامع لاحکام القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ اموی قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان
تفسیر معالم التنزیل	امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۵۱۶ھ	دار المعرفۃ، بیروت، لبنان
التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۶۰۶ھ	دار الکتب العلمیہ، تہران، ایران
صحیح بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الفکر، بیروت، لبنان
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفی: ۲۶۱ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
سنن ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی السلمی ۲۷۹ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان
سنن ابن ماجہ	الامام ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان
المستدرک للحاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری، المتوفی ۴۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
فتح الباری شرح صحیح بخاری	امام احمد بن علی کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ	دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	علامہ ابو محمد محمود بن احمد بدر الدین عینی، متوفی: ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت، لبنان
شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
شرح علی سنن النسائی	امام جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، شام
الطبقات الکبریٰ	ابو عبد اللہ محمد ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، متوفی: ۲۳۰ھ	دار بیروت للطباعۃ والنشر بیروت لبنان
شرح موطا التمہید	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر متوفی: ۴۶۳ھ	وزارت عموم الاوقاف، مراکش
الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن قاضی عیاض، متوفی ۵۴۴ھ	دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام احمد بن علی کنانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۸۵۲ھ	دار الجیل بیروت، لبنان
رد المحتار شرح علی در المختار	علامہ امین ابن عابدین الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ بیروت، لبنان
البدایہ والنہایہ	ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر بیروت، لبنان
النہایہ فی غریب الحدیث والاثر	ابو السعادات مبارک بن عبد الواحد شیبانی جزری، متوفی ۶۰۶ھ	مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ایران
لسان العرب	امام العلامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم المصری ۷۱۱ھ	دار صادر بیروت، لبنان
المفردات فی غریب القرآن	امام ابو القاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی، متوفی ۵۰۲ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی

100,000

Saylani

HBL

www.saylaniwelfare.com